الانتقاد والتقریظ

حضرت مجددؒ اور انکے ناقدین پر ایک نظر

ڈاکٹر برہان الدین احمد فاروقی لاہور

ایک محققانہ تصنیف جس کے مصنف مولانا ابوالحسن زید مجددی فاروقی ہیں، شاہ ابوالخیر اکیڈمی (دہلی) نے شائع کی ہے۔

اس کتاب میں حضرت مجدد کے افکار کے خلاف لکھنے والوں کو ناقدین مجددؒ تعبیر کیا گیا ہے گر یہ سب خلاف لکھنے ہرچند کہ کئی قسم کے ہیں لیکن ایک خصوصیت سب میں مشترک ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی نقدونظر کا کوئی معیار اور تنقید کا کوئی منہاج پیش نظر رکھنا ضروری نہیں سمجھا۔

ان ناقدین میں سب سے زیادہ اہمیت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تنقید کو حاصل ہے انہوں نے اقوال حضرت مجدد پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کی ایک قسم تو یہ ہے کہ شیخ موصوف نے بعض معترضین کے بیان کردہ اقوال کی صحت کی شہادت مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سے فراہم کئے بغیر ان اقوال کو ہدف تنقید بنایا ہے۔

ان کے علاوہ بعض اعتراضات ایسے ہیں جو صرف اعتراض کی خاطر کیے گئے ہیں مثلاً یہ کہ حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ "ہرچند کہ طفیلی ام بربن خوان نعمت، خواندہ

نیا مدام" اس جملے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طفیلی سے مراد بواسطہ وسیلہ پہونچنے والے سے ہے شیخ موصوف نے اس طفیلی کو اس ابوطفیل سے منسوب کرکے جو دور جاہلیت میں بغیر مدعو ہوئے ہر دعوت میں شریک ہو جاتا تھا یہ اعتراض کیا کہ طفیلی تو ہوتا ہی وہ ہے جو دعوت میں ناخواندہ شریک ہو۔

حضرت مجدد کا ایک اور قول ہے کہ" بہ اتباع و وراثت دراں دولت شرکتے می دارم لیکن نہ آں دولت کہ از دعوائے ہمسری می خیزد"۔ مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کمالات نبوت میں شریک ہونے کو بھی قابل اعتراض سمجھا اور یہ کہہ کر رد کیا کہ "کدام شرکت است کہ از دعوای ہمسری نمی خیزد"

حضرت مجدد الف ثانی کی ایک اصطلاح "حقیقت محمدی" ہے اس کا ایک مفہوم وہ ہے جو ارباب توحید وجودی کے پیش نظر رہا ہے اس معنی میں حقیقت محمدی کی حیثیت تعین اول کی ہے اور وحدت و کثرت کے درمیان نسبت کی جستجو ایک فلسفیانہ جستجو ہے جس کے ضمن میں حقیقت محمدی کا ذکر آتا ہے اور دور مابعد تنقید تصوف (دور حضرت مجدد) میں حقیقت محمدی کی حیثیت نظام تکوینی میں ایک ایسے ادارے کی ہے جو تاریخی انقلاب کے نتیجے میں بدلے ہوئے احوال میں نہ صرف تصرف کرتا ہے بلکہ اصلاح احوال کی جدوجہد کرنے والوں کو تصرف عطا بھی کرتا ہے

اگر شیخ موصوف حضرت مجدد کے مفہوم کو پہونچے بغیر تعین اول کی وحدت الوجودی تعبیر کو اپنے ذہن میں رکھ کر حقیقت محمدی کے حقیقت احمدی میں ظہور کو سوءِ ادب قرار دیں تو اعتراض بے محل ہو جاتا ہے، سید سلوک مجددی میں بہت سے ایسے مقامات اور مدارج ہیں جن کی نسبت دور ماقبل مجدد میں کسی نے لب کشائی نہیں کی اگر حقیقت محمدی کا وہ مفہوم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر منکشف ہوا ہوتا جو حضرت مجدد کے پیش نظر ہے تو یہ

اعتراض نہ کیا گیا ہوتا۔

کچھ لوگ ناقدین حضرت مجددؒ میں ایسے بھی ہیں جنھیں ان علوم و معارف کی ہوا بھی نہیں لگی جو مذہبی واردات کے حوالے سے حاصل ہوتے ہیں اور وہ مذہبی واردات کے سرے سے قائل ہی نہیں۔

مذہبی واردات بندے اور خدا کے درمیان نسبت کے بلا واسطہ ادراک پر مشتمل ہے اور نسبت کے دو متضمنات بھی ہیں ایک منسوب (بندہ) دوسرے منسوب الیہ (خدا) اور تمام انسانی استعداد کے زائیدہ علوم کی طرح مذہبی واردات یعنی نسبت کا بلا واسطہ ادراک بھی معرض ارتقاء میں ہے، جیسے حضرت مجدد نے دائرہ "لا تعین" تک اتمام کو پہونچایا ہے۔ جس تک رسائی وحدت الوجود کو نظریہ حقیقت تسلیم کرنے کے بعد ناممکن ہو جاتی ہے۔

انسانی شعور کے تین پہلو ہیں۔ جذبہ، ارادہ، اور ادراک، اس لئے جس شعور میں جذبہ غالب ہو اسے آغاز کار میں یہ نسبت محبت کی نسبت محسوس ہوتی ہے۔ صوفیاء اس نسبت کو ولایت عیسوی سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو ترقی کرکے عبودیت تک اتمام کو پہونچتی ہے۔

جس کے شعور میں ارادے کا پہلو غالب ہو اسے ابتداء میں یہ نسبت اطاعت کی نسبت محسوس ہوتی ہے۔ صوفیاء کی زبان میں اس نسبت کو ولایت موسوی سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کا انتہائی درجہ اتمام بھی نسبت عبودیت ہے

جس کے شعور میں ادراک کا پہلو غالب ہو اسے آغاز سلوک میں یہ نسبت معرفت کی نسبت محسوس ہوتی ہے جسے صوفیاء کی زبان میں ولایت ابراہیمی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ نسبت بھی نسبت عبودیت کی صورت میں کمال کو پہونچتی ہے جب جذبہ، ارادہ اور ادراک ہم آہنگی کے ساتھ متوازن انداز میں

نشوونما پاتے ہیں تو نسبت عبودیت کا ظہور ہوتا ہے، اسے ولایت محمدیؐ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے حضرت مجددؒ کے اقوال پر شدت سے تنقید کرنے کی اصلی وجہ سلسلۂ قادریہ کی عصبیت کے تحت وہ توجیہ ہے جو کثرت خوارق کے بارے میں حضرت مجددؒ نے فرمائی تھی کہ لطیفۂ روح کا نزول کامل ہو تو خوارق کا ظہور نہیں ہوتا۔

جن لوگوں پر دور اکبری کی گمراہی کے بعد مسلمانوں کے ملی تشخص کو دوبارہ بحال کرنے کی جد وجہد اسلام دشمنی کی بنا پر گراں گذرتی ہے، وہ حضرت مجددؒ کے اس دعوے کو بھی تعلّی سمجھتے ہیں کہ مزارۂ دوم میں میرے ہی فکر سے نتائج پیدا ہوں گے حالانکہ زوال پذیر مطلق العنان ملوکیت کا بدل سیاست میں اور زوال پذیر جاگیرداری نظام کا بدل معیشت میں پیدا کیا گیا ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی کہ اسلامی ہند استعمار کے قبضے میں چلا جاتا۔

اگر آج بھی زوال سے نکلنے کی آرزو ہو تو ان سوالات کے جوابات فراہم کرنے سے آرزو پوری ہو سکتی ہے کہ :-

- نفس انسانی میں مذہبی واردات کی کیا احتیاج ہے؟
- معاشرے میں کیا احتیاج ہے؟
- ثقافت میں کیا احتیاج ہے؟
- مذہبی واردات کی تحصیل و تفصیل اور تفویض کا طریقہ کیا ہے؟
- موثرات زندگی کے بدل جانے، اقدار حیات کے مٹ جانے، عمرانی مظاہرے کے زیروزبر ہو جانے اور عمرانی ادارات کے اختلال پذیر ہو جانے کی صورت میں مذہبی واردات کی تحصیل و تفصیل و تفویض کے طریقے

میں کیا تصرف لازم آئیگا تو ـــــــ ان مسائل کا حل حضرت مجدد ہی کے فکر سے میسر آسکتا ہے۔

ان لوگوں کے طرزِ عمل کی شدید نگرانی درکار ہے جو معاشی اور سیاسی مسائل کا حل اسلام سے مسلمانوں کا رشتہ منقطع کرکے تلاش کرتے ہیں۔ اور یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ملی تشخص کو برقرار رکھنا بہرطور ضروری ہے۔ حضرت مجدد کے ناقدین کا جائزہ لے کر مولانا ابوالحسن زید مدظلہ العالی نے بڑی قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے۔

عرب وہند عہدِ رسالت میں

مؤلفہ مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

اس کتاب میں مصنف نے عہد رسالت میں عربوں اور ہندوستان کے تعلقات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، کتاب میں آٹھ بڑے ابواب قائم کئے ہیں۔ جن چند باب پیغمبر اسلام اور ہندوستانی باشندے، عہد رسالت میں ہندوستانی اشیاء کا استعمال، اسلام مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد خاص طور سے مطالعہ کے لائق ہیں، عرب وہند کے تجارتی روابط عرب میں آباد ہندوستانیوں اور بستیوں کا ذکر اور دعوت اسلام وغیرہ پر تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

قیمت /8 مجلد /9